تصریحات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت تاریخ کے اس دور میں ہوئی جو ظلم و جور قتل و غارت، شراب و زنا، کفر و شرک، خدا سے بغاوت اور شیطان کے اتباع کے اعتبار سے انتہائی تاریک دور تھا۔ دنیا بھر کی برائیاں سمٹ کر سرزمین حجاز میں بلکہ وادئ طیبہ میں ڈیرہ ڈال چکی تھیں وہ کونسی اخلاقی، معاشی اور معاشرتی برائیاں تھیں جو اس وقت موجود نہ تھیں ذہنی آوارگی، جنسی انارکی، اپنے عروج پر تھی۔ اخلاق و شرافت کہیں دبے ہوئے نظر آتے تھے۔ امانت و دیانت، اخلاص و ایثار نام کی کوئی شے دکھائی نہ دیتی تھی۔ انسان احترام انسانیت سے محروم ہو چکا تھا۔ وہ پیشانی جو صرف اللہ کی چوکھٹ پر جھک سکتی تھی وہ ہر پتھر کی مورتی ہر پختہ اینٹ، ہر شجر اور زیر و زبر کے سر بسجود تھی۔ اللہ کا گھر بیت اللہ خدا سے بغاوت کا سب سے بڑا مرکز بنایا جا چکا تھا یعنی اس میں ۳۶۰ بت نصب کیے جا چکے تھے۔ ایسے تیرہ و تار ماحول میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو انسانیت واپس دلانے کے لیے اللہ اور اس کے بندے کے تعلق کو جوڑنے انسان کو شیطان سے توڑ کر رحمان کی عبادت پر لگانے، ہوائے نفس کو ختم کرنے، قتل و غارت، شراب و زنا، خیانت و بد دیانتی، ظلم و جور کو یکسر مٹانے کے لیے اللہ نے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مکتب، سکول و کالج، یونیورسٹی یا کسی وقت کی بڑی شخصیت کے سامنے ہرگز زانوئے تلمذ تہہ نہیں کیے بلکہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نسخۂ کیمیا کو لے کر فاران کی چوٹی سے خدا کے باغیوں کو للکارا اور سعید روحوں کو اللہ کی توحید کے لیے پکارا۔ ۲۳ سال کی قلیل مدت میں دنیا میں ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کی کہ چشم کائنات نے آج تک

ایسا پاکیزہ، مقدس اور محترم معاشرہ نہیں دیکھا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فیضانِ صحبت کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ چند سالوں میں ڈاکو اور راہزن پرامن شہری بن گئے۔ عیار اور لٹیرے دین و ملت کے خادم بن گئے۔ خدا کے باغی و طاغی اللہ تعالٰی کے فرمانبردار اور وفاشعار ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفقاء کار کے ذہنوں میں تخلیقِ انسانیت کی مقصدیت کو اس طرح نمایاں اور جاگزیں کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک رفیق، حیاتِ مستعار کے ایک ایک لمحے کو قیمتی جانتے ہوئے اسلام کی راہوں پر قربان کرنا اپنی سعادت اور فرضِ اولین گردانتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ مجالس نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی وہ مقدس اور محترم رفقاء کار کی فوج ظفر موج تیار کی کہ جن کی مثال پیرِ فلک پیش کرنے سے قاصر ہے۔ صحابہؓ نے دل کی اجڑی بستیوں کو از سرِ نو معمور کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ حضور پاکؐ کی مجلس میں انہیں دائیں طرف جنت اور بائیں طرف دوزخ نظر آتا تھا۔ عدل و انصاف کا قیام، توحید و سنت کی پابندی، کفر و شرک کی بیخ کنی، ظلم و زیادتی کا انسداد، جبر و تشدد کا خاتمہ شرافت و نجابت کا فروغ، بددیانتی خیانت، دھوکہ دہی، رشوت ستانی، قتل و غارت، کذب بیانی، استحصال، ذخیرہ اندوزی، ناجائز منافع خوری کا استحصال ان کی زندگی کا سب سے بڑا نصب العین تھا۔ صحابہ کرامؓ زندگی کے ہر موڑ پر، زندگی کے ہر باب میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور رسولِ اکرم کی سنت کی پیروی کو مدارِ نجات اور باعثِ رحمت و سعادت گردانتے تھے۔ فضول خرچی لغویات، نامعقول حرکات ان کے معاشرے کے قریب سے بھی نہیں گزر سکتی تھیں لیکن ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

کتنے دکھ اور تاسف کی بات ہے کہ جن چیزوں کو آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی میں نہیں ہونے دیا آج اسی رسول رحمتؐ کے نامِ نامی اور اسم گرامی پر عید میلاد النبیؐ کے نام سے حضور پاکؐ کے عشق و محبت کے دعویدار بے دریغی سے کر گزرتے ہیں۔ بلاشبہ ربیع الاول سیرتِ رسولؐ کا مہینہ ہے۔ لیکن معاف کرنا کہ سیرتِ رسولؐ کا تعلق ایک ماہ سے نہیں بلکہ پوری زندگی سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کے تقاضے، کاغذی رنگ برنگی جھنڈیوں بجلی کے قمقموں، رنگین سٹیجوں، گھوڑوں، گدھوں، بیلوں،، مینڈھوں، اونٹوں، ٹرالیوں، ٹرکوں کے جلوسوں سے یا سرکاری طور پر ان بدعات و خرافات کی سرپرستی کرنے سے پورے نہیں ہو سکتے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دین کی تکمیل، قرآن کا نزول مکمل ہو چکا ہے تو دین کے نام پر ایسی بدعات و خرافات کو فروغ دینے کی